بخشی از تفسیر کہن

(چوتھی صدی ہجری کی ایک فارسی تفسیر)

کبیر احمد جائسی

ابھی تک یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں ترجمۂ تفسیر طبری کے علاوہ فارسی زبان میں کوئی اور تفسیر نہیں لکھی گئی تھی لیکن پروفیسر مجتبیٰ مینوی مرحوم کی نظر سے ایک ایسی فارسی تفسیر کے ساٹھ اوراق گذرے جو خط معقلی میں لکھے گئے ہیں۔ ان اوراق کی زبان پر نظر ڈالنے کے بعد موصوف نے قیاس کیا کہ یہ تفسیر چوتھی صدی ہجری سے قبل لکھی گئی ہوگی۔ اسی کے ساتھ ساتھ کاغذ کی کہنگی، روشنائی، کتابت کی املائی خصوصیات بھی ان کو پکار پکار کر اس بات کی شہادت دیتی نظر آئیں کہ یہ تفسیر ان کے قیاس کردہ زمانے ہی میں لکھی گئی ہوگی۔ یہ تفسیر کتابخانۂ خسرو پاشا، استانبول کے ان نسخوں میں شامل ہے جو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار پر وقف ہے۔ پروفیسر مجتبیٰ مینوی اپنی ضعیفی اور کثرت کار کی وجہ سے خود تو اس تفسیر کا ناقدانہ متن مرتب نہ کر سکے لیکن ایران کے ایک دوسرے فاضل جناب محمد روشن نے بڑی دیدہ ریزی سے اس کا ناقدانہ متن مرتب کر کے ۱۳۵۱ش میں بنیاد فرہنگ ایران، تہران سے شایع کروایا اور یہی نسخہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس تفسیر کا تعارف کراتے ہوئے پروفیسر مجتبیٰ مینوی مرحوم نے تحریر فرمایا ہے۔

"در کتابخانۂ خسرو پاشا از جملۂ نسخہ ہای وقف بر مزار ابوایوب انصاریؓ در استانبول کتاب شمارۂ ۵ نسخہ ایست از تفسیر قرآن کہ فقط شصت ورقی از آن بجا ماندہ است۔ ہمہ این اوراق مربوط است بہ تفسیر سورۂ بقرہ، ولی بعضی ورقہا از میان افتادہ است، از اول کہ بندہ دیدمش گمان بردم نسخہ ای متعلق بہ قبل از چہار صد ہجری است۔ آیات قرآنی بشیوۂ خط ایرانی مستخرج از معقلی کتابت شدہ است وعبارات فارسی نیز بہمان شیوہ منتہی قدری سادہ تر ومدور تر۔ از کاغذ مرکب وشیوۂ خط تردیدی نمی توان داشت کہ بہ ہر حال دیرتر از چہار صد کتابت

نہ شدہ۔

بدین دلائل کہ عرض شد عکس نسخہ را اگر متم و میل داشتم کہ آنرا بصورتِ عکسی بہ انضمام نشری از متن بہ حروف چاپ کنم. کثرتِ کارہای مختلفِ من مانع ازاین اقدام گردید و اکنون دوستِ عزیزم آقای محمد روشن آن آرزویِ مرا بہ احسن وجوہ جامۂ عمل پوشانیدہ اند (کاش چاپ عکسی آنرا ہم بہ دست می دادند)۔

قطع اصل نسخہ ۲۱ × ۳۰ سانتیمتر است و مسطرۂ ہر صفحہ عادۃً ہفدہ سطر است حرکات اصل بہ سبک قدیم بہ قرمزی و سبزی بودہ است کہ ہنوز ہم ہست منتہی زبر و زیر و پیش و شدہ و سکون بہ سبک جدید را ہم برآن (شاید بعدہا) علاوہ کردہ اند۔

از ابتدا بنظر بندہ چنین آمد کہ سبک انشای این تفسیر بہ آن تفسیر قرآن مجید (نسخۂ کیمبرج) کہ مرحوم براون معرفی کردہ بود شباہتی دارد، ولی ہنوز نتوانستہ ام این دو را باہم چنانکہ باید بسنجم۔ مع ہذا ہنوز بہ این عقیدہ معتقدم کہ بہر صورت انشاء آن قبل از چہار صد ہجری شدہ است۔ افسوس کہ موازین و معاییری برای سنجش سبکہا در دست جوانہا افتادہ است کہ آنہا را ملاک قطعی حل و فصل این قبیل امور قرار نمی دہند و زحمتِ تحقیق و تتبع را بر خود ہموار نمی کنند۔ امید واریم روزی بیاید کہ جوانانِ حوصلہ کار جدی داشتہ باشند"۔

[استانبول میں ابوایوب انصاریؓ کے مزار پر جو کتبخانہ وقف ہے اس کے ذخیرۂ خسرو پاشا میں (اس کی فہرست کے مطابق) پانچویں نمبر پر ایک ایسا مخطوطہ ہے جو کلام پاک کی کسی تفسیر کے صرف ساٹھ ورقوں پر مشتمل ہے۔ ان تمام اوراق کا تعلق سورۂ بقرہ کی تفسیر سے ہے لیکن بیچ بیچ سے بعض بعض اوراق غایب ہیں پہلے پہل جب میں نے اس نسخہ کو دیکھا تو یہ اندازہ لگایا کہ اس کا تعلق چوتھی صدی ہجری سے قبل کے زمانے سے ہے (اس مخطوطہ میں) قرآنی آیتیں اس طرزِ تحریر میں کتابت کی گئی ہیں جو (خطِ) معقلی سے ماخوذ ہے اور فارسی عبارتیں بھی کم و بیش اسی انداز کی ہیں مگر نسبتاً آسان اور زیادہ گولائی لئے ہوئے ہیں۔ بہرحال کاغذ، روشنائی

اور انداز خط کو دیکھتے ہوئے اس بات میں شبہ کی کم ہی گنجائش رہ جاتی ہے کہ اس کی کتابت چوتھی صدی ہجری کے بعد کی نہیں ہوسکتی۔

انہی عرض کردہ حقائق کی بنا پر میں نے اس نسخہ کا فوٹو لیا میں ارادہ رکھتا تھا کہ اس نسخہ کے عکس کے ساتھ ساتھ فارسی متن کو (ٹائپ کے) حروف میں بھی شائع کروں لیکن کثرت کار اس اقدام میں مانع ہوئی اور اب میرے عزیز دوست جناب محمد روشن نے میری خواہش کو بڑے اچھے ڈھنگ سے عملی جامہ پہنا دیا ہے (کاش وہ مخطوطہ کا عکس بھی شریک اشاعت کرتے)۔

اصل مخطوطہ کا سائز ۲۱×۳۰ سنٹی میٹر ہے اور ہر صفحہ میں بالعموم سترہ سطریں ہیں حرکاتِ اصلی قدیم طرز تحریر میں قرمزی اور سبز رنگ سے لکھی گئی ہیں جواب بھی باقی ہیں۔ علاوہ بریں جدید طرز تحریر کے مطابق زیر، زبر، پیش، تشدید اور جزم کا اضافہ (جو شاید بعد کا ہے) بھی کیا گیا ہے۔

شروع شروع میں میرا یہ خیال رہا کہ اس تفسیر کا طرز نگارش قرآن مجید کی اس تفسیر (نسخۂ کیمبرج) کے طرز نگارش سے بہت مشابہت رکھتا ہے جس کا تعارف مرحوم براون نے کرایا تھا لیکن میں ابھی تک ان دونوں تفسیروں کا ایسا تقابلی مطالعہ نہیں کرسکا ہوں جیسا کہ کرنا چاہیے۔ اس کے باوجود بھی میں اپنے اس خیال پر قائم ہوں کہ یہ تفسیر چوتھی صدی ہجری سے پہلے لکھی گئی ہے۔ افسوس ہے کہ انداز نگارش کو جانچنے پرکھنے کا کام ایسے جوانوں کے ہاتھوں میں پہونچ گیا ہے جو اس طرح کے امور کے تجزیہ و تحلیل میں کوئی قطعی معیار اپنے سامنے نہیں رکھتے اور (نہ ہی) چھان بین کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا جب جوان افراد سنجیدگی کے ساتھ کام کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں گے)

تفسیر زیر بحث کے اوراق کی صورت یہ ہے کہ اس میں سورۂ بقرہ کی اٹھترویں آیت سے دو سو چوہترویں آیت تک کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ پہلے کلام پاک کی آیت درج کی گئی ہے بعد ازاں اس میں دو فارسی ترجمے لکھے ملتے ہیں۔ پہلا ترجمہ اور تفسیر اصل متن سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرا ترجمہ بعد کا اضافہ معلوم

ہوتا ہے جس کا انداز خط بقول جناب محمد روشن، ہمارے زمانے کے انداز خط سے ملتا جلتا ہے اس دوسرے ترجمے کے بارے میں محمد روشن صاحب کا قیاس یہ ہے کہ یہ ترجمہ، ترجمۂ تفسیر طبری سے مستفاد ہے۔

پروفیسر مجتبیٰ مینوی نے اس مخطوطہ کو چوتھی صدی ہجری سے قبل کی تصنیف قرار دیا ہے مگر یہ صرف ان کا قیاس ہے۔ اس تفسیر کو ترجمۂ تفسیر طبری سے قبل کی تصنیف ماننے میں سب سے بڑی دقت یہ حائل ہے کہ اگر یہ تفسیر ترجمۂ تفسیر طبری سے پہلے کی تصنیف ہوتی تو ابو صالح منصور بن نوح سامانی کے زمانے کے علما کو فارسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوتی[۱۵]۔ ان کے سامنے ایک نظیر ہوتی اور وہ کسی بحث میں پڑے بغیر بلا تکلف اس کام کو انجام دیتے۔ پروفیسر مجتبیٰ مینوی فارسی زبان کے ایک معتبر اور اہم عالم ہیں اور اظہار خیال میں محتاط بھی مگر اس تفسیر کے بارے میں وہ ایک ایسی رائے کا اظہار کر گئے ہیں جس کی کوئی تاریخی یا علمی شہادت نہ ان کی دسترس میں تھی نہ ہماری دسترس میں ہے۔ اس لئے ہم ان کی ہم نوائی کرنے سے قاصر ہیں۔

تفسیر زیر بحث کے ان باقی ماندہ اوراق میں جو دوسرا ترجمہ درج ہے دراصل وہی تحقیق کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ان اوراق کے جامع جناب محمد روشن کے قول کے مطابق اصل مخطوطہ (یعنی اصل ترجمہ و تفسیر) میں سب سے پہلے کلام پاک کی آیت نقل کی گئی ہے اس کے بعد فارسی زبان میں اس کا ترجمہ اور تفسیر ہے۔ دوسرے ترجمے کے بارے میں جناب محمد روشن نے تحریر فرمایا ہے:

"اما در زیر آیہ ها بہ خطی تازہ تر و نزدیک تر بہ زمانِ ما ترجمہ ای باز نویس شدہ است، این دو ترجمہ بہم مانند یک دیگر نیست خط و شیوۂ کتابت آن نیز ہم زمان نیست۔ پیداست کہ سالہا۔ چہ بسا یک دو سدہ۔ بعد کسی آیہ ہا را بدان گونہ کہ خود خواستہ ترجمہ کردہ است و یا از ترجمۂ کہن بہ احتمالِ بسیار ترجمۂ تفسیر طبری نقل نمودہ است"۔

(لیکن آیتوں کے نیچے ایک جدید تر اور ہمارے زمانے سے نزدیک تر خط میں ایک اور ترجمہ لکھا گیا ہے۔ یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے سے مشابہ نہیں ہیں۔ (ان دونوں عبارتوں کا) خط اور اندازِ کتابت بھی ایک ہی عہد کا نہیں ہے۔ ظاہر

ہے کہ برسوں بلکہ دو ایک صدیوں کے بعد کسی نے اپنی خواہش کے مطابق ان آیتوں کا ترجمہ کر دیا ہے یا کسی قدیم ترجمہ بہ گمان غالب ترجمۂ تفسیر طبری سے نقل کر دیا ہے)

ترجمۂ تفسیر طبری کے متعدد نسخے دنیابھر کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں، علاوہ برایں اس کی سات جلدیں مرتب ہو کر ایران سے شائع بھی ہو چکی ہیں اس لئے اس امر کا فیصلہ کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے کہ آیا یہ دوسرا ترجمہ، ترجمۂ تفسیر طبری سے نقل کیا گیا ہے یا کوئی دوسرا ترجمہ ہے؟ جناب محمد روشن نے ترجمہ تفسیر طبری اور اس جدید ترجمے کے چند اقتباسات اپنے مقدمہ میں درج کئے ہیں جن کو درج ذیل سطور میں نقل کیا جا رہا ہے تاکہ ہم خود اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ یہ جدید ترجمہ، ترجمۂ تفسیر طبری سے کس حد تک مماثلت رکھتا ہے اور کس حد تک مختلف ہے؟ اس سلسلے میں کسی طول وطویل بحث کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کیونکہ چند ہی نمونوں کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو کر ہمارے سامنے آ جائے گی۔

سورۂ بقرہ آیت ۷۹: فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ○

ترجمۂ تفسیر طبری: "وای آنکس را کہ نبیسند کتاب را بہ دست ہای ایشان، باز گویند، این است از نزدیک خدای، تا بخرند از آن بہ بہای اندک، وای ایشانرا (از) آنچہ بنشت دستہای ایشان، وای ایشانرا بدانچہ کسب کنند"

جدید ترجمہ: "وای باد آن کسانی را کہ ہمی نویسند کتاب را بہ دست ہای شان پس گویند این از نزدیک خدای است تا بخرند بدان بہای اندک ویل باد ایشان را از آنچہ بنوشت دست ہای ایشان، ویل باد ایشان را از آنچہ سازند کسب"

سورۂ بقرہ آیت ۸۳: وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

ترجمۂ تفسیر طبری: "کہ گرفتیم پیمان فرزندان یعقوب کہ مہ پرستید مگر خدای را، و بہ مادر و پدر نیکویی کنید و بہ خداوندان خویشی و یتیمان و درویشان و بگویید مردمان را نیکوئی۔"

جدید ترجمہ: "و چون بگرفتیم عہد فرزندانِ یعقوب کہ نہ پرستید مگر خدای را، و بہ مادر و پدر نیکویی کردن، و باخداوند خویشی و با یتیمان و باد رویشان، و گویید بامردمان نیکو"

سورۂ بقرہ آیت ۸۴: وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۝

ترجمۂ تفسیر طبری: "کہ گرفتیم پیمانِ شما، مہ ریزید خونہای شما، و مہ بیرون کنید تن ہای شما از سرای ہای شما، پس اقرار کردید و شما بید حاضران۔"

جدید ترجمہ: "و چون بگرفتیم پیمانِ شما کہ نہ ریزید خونِ یک دیگر و نہ بیرون کنید یکدیگر را از سرای ہای شما پس مقر شدید، و شما بودید حاضران۔"

انہی تین مثالوں کے تقابلی مطالعے سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس مخطوطہ کا دوسرا ترجمہ جس کو ہم نے جدید ترجمے کا نام دیا ہے، ترجمۂ تفسیر طبری کی نقل نہیں ہے۔ اس ترجمے کے جملوں کی ساخت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ بہت بعد کی زبان ہے اس کے باوجود اس جدید ترجمے کی اہمیت بہرحال مسلّم ہے۔ اگر داخلی اور خارجی شہادتوں کی بنا پر کسی صورت سے اس کا قطعی زمانۂ تحریر متعین کرلیا جائے تو فارسی زبان و بیان کے بارے میں بہت سے مفید مطلب نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں اس بات کا بھی ذکر کر دیا جائے کہ ان اوراق کے مرتب جناب محمد روشن نے جدید ترجمے کا موازنہ ترجمۂ تفسیر طبری، تفسیر پاک اور تفسیر سورابادی سے کرنے کی سعی کی ہے مگر اس سلسلے میں انہوں نے کسی تحلیل و تجزیہ سے کام نہیں لیا ہے بلکہ صرف مذکورہ تفسیروں کی عبارتیں اوپر نیچے درج کر دی ہیں اس لئے اُن کی اس کاوش سے مسئلہ کا کوئی حل برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اتنی بات مسلّم ہے کہ یہ تفسیر چوتھی صدی ہجری کے اواخر یا پانچویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی تھی اور اپنی قدامت کی وجہ سے ہمارے خصوصی مطالعے کی مستحق ہے۔ ہماری اس گفتگو سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ صاحب موصوف نے اس تفسیر کو مرتب کرتے ہوئے سہل انگاری سے

کام لیا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے بڑی دیدہ ریزی اور کدوکاوش سے اس تفسیر کو مرتب کیا ہے۔ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی فارسی زبان آج کی زبان سے بہر حال مختلف تھی، اس زمانے کے بہت سے الفاظ آج متروک ہو چکے ہیں اور ان سے آج کا ایک عام قاری ناواقف ہے۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے محمد روشن صاحب نے فارسی الفاظ اور ترکیبوں کی جو فہرست شامل کر دی ہے اس کے غائر مطالعے سے اس تفسیر کی عبارت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے اس فہرست کا مطالعہ کرتے وقت یہ محسوس ہوا کہ یہ جس علاقہ یا زمانے کی تحریر ہے اس میں 'ب' کو 'ف' سے بدل دیا کرتے تھے۔ اس کی دلچسپ مثالیں یہ ہیں۔ بر کے بجائے فر، بیداد کے بجائے فیداد، بازپسین کے بجائے فازپسین، با کے بجائے فا، باز سے بننے والے سارے الفاظ میں بجائے باز کے فاز کا استعمال، بران کے بجائے فران، برو کے بجائے فرو، براین کے بجائے فرین وغیرہ علاوہ براین مہ بجائے نہ، تہ بجائے تو اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ۔ اگر صاحب موصوف کدوکاوش کے ساتھ یہ فہرست مرتب کر کے مندرجہ بالا الفاظ کی طرف اشارے نہ کر دیتے تو ایک عام قاری حاطب اللیل بن کر رہ جاتا۔ اس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ محمد روشن صاحب کی اس کدوکاوش کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔

اس تفسیر کا انداز نگارش یہ ہے کہ پہلے کلام پاک کی آیت کا ایک ٹکڑا نقل کیا جاتا ہے پھر اس کا فارسی میں لفظی ترجمہ، اگر اس ٹکڑے میں کوئی نکتہ وضاحت طلب سمجھا جاتا ہے تو اس کو بیان کر کے آیت کا دوسرا ٹکڑا نقل کیا جاتا ہے، اس طرح پوری آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے تفسیر بھی لکھ دی جاتی ہے اس تفسیر کے مخطوطہ کا جو عکس کتاب میں شائع ہوا ہے اس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مخطوطہ میں پیراگراف کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ مرتب کتاب نے ہر آیت کے ترجمہ اور تفسیر کو نئے پیراگراف سے شروع کیا ہے جو اصل مخطوطہ سے انحراف تو ضرور ہے مگر یہ طریقہ کار اس کتاب کے مطالعے کو آسان بنا دیتا ہے۔ ہماری ان باتوں کی وضاحت درج ذیل اقتباسات سے ہو جائے گی۔

سورہ بقرہ آیت ۸۷: وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ، موسیٰ را توریت دادیم، وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ و پس مرگ موسیٰ پیغامبران پیوستہ کردیم سوی اسرائیلیان، داؤد و سلیمان و ایوب و جز از ایشان۔ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ۔ و مر عیسیٰ

پسر مریم را، کرامت کردیم بہ عجایب ھا و نشانیھا از مردہ زندہ کردن و مر نابینا آن را بینا کردن
و مر پیس را بہتر کردن۔ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ابن عباس گفت: یاری
دادیم مر عیسیٰ را بہ جبریل پاک؛ و مجاہد گفت: روح جبریل بود، و قدس نام خدای
است، یاری جبریل مر ورا آن بود کہ جہودان خواستند کاورا بکشند؛ جبریل مر ورا
از راہ روزن خانہ، کہ عیسیٰ را اندر وکردہ بودند، بہ آسمان برد خدای مانندگی عیسیٰ
فران یار الیشان افگند، تا اورا بکشتند و پنداشتند کہ عیسیٰ را کشتند۔ اَفَکُلَّمَا
جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا
تَقْتُلُوْنَ و ہر باری کہ پیغامبری از پیغمبران من عزوجل بہ شما آورد چیزی و حکمی
کہ مراد شما اندران نہ بود، گروہی را در دروغ زن کردید، عیسیٰ را و محمد را؛ و گروہی
را بکشتید، یحییٰ را و زکریا را"[۱۳]

(ہم نے موسیٰ کو توریت دی[۱۴] اور ان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں پیغمبروں کا ایک سلسلہ بھیجا، جیسے داؤد، سلیمان ایوب وغیرہ۔ اپنی نشانیوں اور عجائب کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم کو (بھیجا) (وہ عجائب اور نشانیاں تھیں) مردہ کو زندہ کرنا، اندھے کو بینا کرنا، کوڑھی کو اچھا کرنا۔ ایدنا بروح القدس (کے معنی بیان کرتے ہوئے) ابن عباس کہتے ہیں "ہم (خدا) نے پاک جبریل کے ذریعہ عیسیٰ کی مدد کی" اور مجاہد (اس کی تفسیر میں) کہتے ہیں "جبریل روح تھے اور قدس خدا کا نام ہے، ان کو جبریل کی مدد یہ تھی کہ جب یہودی یہ چاہتے تھے کہ ان کو مار ڈالیں تو جبریل ان کو اس مکان کے روشن دان سے نکال کر آسمان پر لے گئے جس میں ان کو بند کر دیا گیا تھا۔ خدا نے عیسیٰ کی شباہت ان (یہود) کے ساتھی میں پیدا کر دی تاکہ وہ لوگ اس شخص کو مار ڈالیں اور یہ سمجھیں کہ انھوں نے عیسیٰ کو مار ڈالا" اور جب بھی ہمارے (خدا کے) رسولوں میں سے کوئی رسول ہمارا کوئی ایسا حکم لے کر تم میں وارد ہوا جو تمہارے مقصد سے میل نہ کھاتا تھا تو تم نے اُن کی ایک جماعت کو جھٹلایا (جیسے) عیسیٰؑ اور محمدؐ کو، اور ایک جماعت کو مار ڈالا (جیسے) یحییٰؑ اور زکریاؑ کو)

سورۂ بقرہ آیتٔ: وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۔ وچو پیغامبر علیہ السلام فرخواند فر ایشان این آیت
با، خامش شدند و دانستند کاین وحی خدای است، بہانہ کردند و گفتند کہ: فر دلہای
ما پوشش است و فہمہای ماکند است، ما ہمی اندر نیابیم مر گفتارہای ترا۔ بَل لَّعَنَهُمُ
اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ۔ خدای عزوجل رد کرد فر ایشان وگفت: نہ چنانست کا ایشان گویند،
بلکہ خدای مر ایشانرا براندست وصدی را از ایشان فاز داشتست، مکافات آنکہ منکر
شدند ایشان مر نبوت پیغامبر را علیہ السلام۔ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۔ مومنان از ایشان اندکی
باشند، وگفتند نیز بر اندکی از نعت پیغامبر علیہ السلام مقر آیند و بیشتر را منکر شوند، تا فرنادان
شان پوشیدہ کنند، وگفتند نیز بہ اندکی گروند و نہ بر بسیار از نعت پیغامبر علیہ السلام ۵ے
[اور جب پیغمبرؐ نے ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھا تو وہ لوگ خاموش ہو گئے اور انہوں نے سمجھ
لیا کہ یہ وحی الٰہی ہے (مگر) انہوں نے بہانہ کیا اور کہا، ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے
ہیں۔ ہماری عقلیں کند ہیں اور ہم آپ کی باتوں کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ خدا نے ان کی اس
بات کو رد کر دیا اور کہا، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ خدا نے رسولؐ کی نبوت
سے انکار کرنے کی سزا میں ان کو گمراہ کر دیا ہے اور ان پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیا ہے
ان لوگوں میں صاحب ایمان کم ہی ہیں اور (خدا نے) یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ پیغمبرؐ کے بیشتر
اوصاف کے منکر اور کم تر اوصاف کے (اس لئے) معترف ہیں کہ ان میں سے جو لوگ جاہل
ہیں ان پر حقیقت ظاہر نہ ہونے پائے۔ مزید فرمایا، کہ یہ لوگ پیغمبرؐ کے نہ جزدی اوصاف
پر مائل ہوتے ہیں اور نہ کلّی اوصاف پر۔]

آیت ۸۹: "وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ۔ وچون بیامد بہ
ایشان کتابی از نزد خدای عزوجل فر پیغامبر علیہ السلام موافق فرقان فا آن کتاب کہ
نزد ایشان است از توریت، بہ توحید وبعضی از شرایع۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ وایشان بودند پیش آمدن پیغامبر وقرآن، کفر جویندگان فرکافران
مکہ بہ بیرون آمدن پیغامبر علیہ السلام، چون حربی بیوفتادی شان دعا کردندی وگفتندی:
یارب مارا ظفر دہ فر ایشان بہ حرمت این پیغامبر کہ بخواہی فرستادن اندرین آخرالزمان،

کہ نام او بود محمد علیہ السلام، فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ۔ چوں بیامد بسوی ایشان آن پیغامبر کہ شناختہ بودندش بہ نعتِ او صفت او منکر شدند او را۔ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ عذاب عقوبت خدای قرآن کیبھا از جہودان کہ منکر شدند پیغامبر را علیہ السلام"[۵۶]

[اور جب ان کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والی ایک کتاب پیغامبر علیہ السلام پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی اور ان لوگوں کے سامنے آئی۔ (یہ کتاب) توحید اور شریعت کے بعض امور پر تھی، تو وہ لوگ جو پیغمبر علیہ السلام اور قرآن کے آنے سے پہلے، جب مکہ کے کافروں سے جنگ کرتے تو دعا کرتے، خداوندا اس پیغمبر آخر الزماں کے صدقے جس کو تو بھیجنے والا ہے اور جس کا نام محمدؐ ہے ہم کو فتح سے ہم کنار کر، اور جب یہی پیغامبر علیہ السلام ان کے درمیان تشریف لائے تو ان لوگوں نے ان کے اوصاف سے پہلے سے واقف ہونے کے باوجود پیغامبر ماننے سے انکار کر دیا۔ ان یہودیوں کے لئے خدا کا سخت عذاب ہے جنہوں نے پیغامبر علیہ السلام پر ایمان لانے سے انکار کر دیا ہے۔]

آیت ۹۰: بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ۔ بد اختیار کہ مر تنہای خویش را کردند آن کہ منکر شدند مر نبی را کہ فرو فرستادیم و محمد را علیہ السلام، بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔ حسد آنرا کہ خدای فرو فرستاد از نبوت و قرآن فرآن کہ او خواست از بندگان خویش، و آن محمد بود علیہ السلام۔ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ، مستوجب شدند مر خشمی را از خشمہای خدای عزوجل بہ حسد کردن پیغامبر علیہ السلام، سپس از آنکہ مستوجب بودند مر خشمی را از خدای بہ منکر شدن مر عیسیٰ را، وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ و مر کافران را از جہودان اندر آن جہان عذاب دوزخ کہ خوار باشند اندر وی"[۵۷]

[اُن لوگوں نے اپنے جسموں کے لئے خرابی اختیار کی جنہوں نے نبی محمد علیہ السلام کا انکار کیا جن کو ہم نے ان کے پاس بھیجا (اس انکار کا سبب) حسد تھا۔ خدا نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا اس کو نبی بنایا اور اس پر قرآن نازل کیا اور وہ محمد علیہ السلام تھے وہ لوگ پیغمبر علیہ السلام سے حسد کرنے کی وجہ سے خدا کے عذابوں میں سے ایک عذاب کے مستحق قرار پائے۔ علاوہ بریں وہ عذاب الٰہی کے اس وجہ سے بھی مستحق تھے کہ انہوں نے

عیسیٰ علیہ السلام کا بھی انکار کیا تھا۔ انکار کرنے والے یہودیوں کے لئے اس دنیا میں عذاب دوزخ ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہوں گے]

آیت ۹۱: "وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ - چو مر جہودان را گفتند استوار دارید مر قرآن را کہ خدای فرو فرستاد فر محمد علیہ السلام - قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا - گفتند ما استوار داریم مر توریت را کہ فرود آمدہ بود فر پدران مان بس وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ - وخدای گفت عزوجل: ایشان کافر ہمی شوند مر انجیل را و قرآن را کہ پس از توریت آمد - وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ - و قرآن راست است و موافق است مر آن کتاب را کہ نزد ایشان است - قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ - بگوی مر جہودان را ای محمد، چرا کشتید پیغامبران را پیش از محمد علیہ السلام، اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر شما مصدق اید مر آن کتابی را کہ فرود آمد فر شما بہ حقیقت، اندرین آیت دلیل است کہ ہر کہ بپسندد معصیت را از کسی، چنان باشد کان معصیت او کردہ باشدی، از یراک خدای عزوجل مر جہودان مدینہ را کشندگان پیغامبران خواند، و پیغامبران را جد ایشان کشتہ بودند، ولکن چون ایشان مر آن حق دیدند، چنان بود کا ایشان کشتند" ۵۴

[جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے محمد علیہ السلام پر نازل کی ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں ہم صرف اس کتاب توریت پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے باپ دادا پر نازل ہوئی تھی، خدا فرماتا ہے کہ یہ لوگ اس انجیل اور قرآن کا انکار کرتے ہیں جو توریت کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ قرآن حق پر مبنی ہے اور اس کتاب (توریت) کا مثیل ہے جو اُن کے پاس ہے۔ اے محمدؐ آپ یہود سے دریافت کیجیے کہ اگر وہ اس کتاب (توریت) کی واقعی تصدیق کرتے ہیں تو انہوں نے کیوں ان پیغمبروں کو قتل کر دیا جو محمد علیہ السلام سے پہلے تشریف لائے تھے۔ اس آیت میں اس بات کی دلیل (پوشیدہ) ہے کہ جو شخص کسی شخص کے گناہ کو پسند کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ گناہ خود اس نے کیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ مدینہ کے یہودیوں کو پیغمبروں کا قاتل قرار دیتا ہے (حالانکہ) ان پیغمبروں کو ان کے اجداد نے قتل کیا تھا، لیکن چونکہ وہ لوگ (اپنے اجداد کے) عمل کو حق سمجھتے تھے تو یہ ایسا ہوا کہ گویا اُن (پیغمبروں) کو اُنہی نے مار

ڈالا ہو)

آیت ۹۲: "وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ۔ این آیت ، واللہ اعلم ، جواب آن است کہ جہودان پیغامبر را گفتند، علیہ السلام، نشانی بیار و برہانی مر نبوت خویش را، چنانکہ موسیٰ آوردہ بود خدای گفت عزوجل: وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ۔ موسیٰ آوردہ بود سوی پدران تان نشانیہا و برہانہای نبوت، چو عصا و چو دست ، وجز آن۔ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ پس جدان تان، از پس ازان کہ غایب شد موسیٰ از یشان ، بپرستیدند گوسالہ را بدل آنکہ خدای را پرستیدند ہمی۔ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ وشما ستمگاران تن ہای خود بودید بدان کہ گوسالہ پرستیدید، ای خدای تان، اگر محمد علیہ السلام این نشانی کہ بخواہید ہمی بیارد، مخالف شوید مرورا ، چنانکہ مخالف شدند جدان تان مر موسیٰ را علیہ السلام"

(یہود پیغمبر علیہ السلام سے کہتے آپ اپنی نبوت کے ثبوت کے طور پر کوئی معجزہ یا دلیلِ قاطع دکھلائیے۔ یہ آیت اُن لوگوں کی اسی بات کے جواب میں (نازل ہوئی) ہے۔ واللہ اعلم۔ خدا فرماتا ہے، موسیٰ تمھارے اجداد کے پاس اپنے نبی برحق ہونے کے دلائل قاطع اور معجزات لائے تھے مثلاً عصا اور ید (ید بیضا) وغیرہ۔ لیکن جب موسیٰؑ تمھارے اجداد کے درمیان سے (کوہ طور پر) چلے گئے تو تمھارے اجداد خدا کی پرستش کرنے کے بجائے بچھڑے کی پرستش کرنے لگے: بچھڑے یعنی اپنے خدا کی پرستش کر کے تم لوگوں نے خود ہی اپنی ذات پر ظلم و ستم کیا، (یعنی خود کو عذاب دوزخ کا مستحق بنا لیا) اگر محمد علیہ السلام وہ نشانیاں لے بھی آئیں جو تم چاہتے ہو (تب بھی) تم ان کی اُسی طرح مخالفت کرو گے جس طرح تمھارے اجداد نے موسیٰ کی مخالفت کی تھی)

آیت ۹۳: "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ۔ و یاد کنید چو فرشما یعنی فرجدان تان پیمان گرفتیم۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ۔ و کوہی را از کوہ ہای فلسطین از بُن بکندیم و زبر سرہای تان فاز داشتیم اندر ہوا بہ وقت موسیٰ علیہ السلام۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ۔ وبگفتیم مرجدان تان را بگیرید آنچہ اندر توریت است بنیرو، و بدو کار کنید و فرو دائم باشید۔ وَاسْمَعُوْا۔ و فرمان بردار باشید مارا۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا۔ جواب کردند جدان تان

مر موسیٰ را علیہ السلام، سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا۔ مفسران اختلاف کردند اندر معنی این آیت ۔ بہری گفتند: شنوذیم گفتار ترا ای موسیٰ و عاصی شدیم فرمان ترا۔ و مقاتل گفت: شنوذیم گفتار ترا ای موسیٰ کہ مارا بترسانیدی بدو از کوہ، و فی فرمان شدیم گفتار ترا، ماپذیریم مرآن را کہ بیاوردی از ی ما، و خواجہ بوسہل انماری گفت: مطیعیم گفتار ترا اکنون، و فی فرمان بودیم مر ترا از پیشتر؛ واگر سبب کوہ نبودی، ما مطیع نبودیمی ترا، وَ اُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡعِجۡلَ بِکُفۡرِہِمۡ واندر خوردہ شد اندر دلہای شان دوستی گوسالہ پرستیدن قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔

مقاتل گفت: اگر دوستی گوسالہ پرستیدن اندر دلہای تان برابر دوستی آفریدگار تان است بد گروشا کہ بندہ را بکفر فرماید، ای اگر شما مومن بودیدی، گوسالہ نہ پرستیدیدی ای۔

[اور یاد کرو جب ہم (خدا) نے تم سے یعنی تمہارے اجداد سے عہد لیا اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فلسطین کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اس کو فضا میں تمہارے سروں پر معلق رکھا اور ہم نے تمھارے اجداد سے کہا کہ توریت میں جو کچھ بھی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اسی کے مطابق عمل کرو اور اسی پر ہمیشہ جمے رہو اور ہمارے فرمانبردار رہو۔ تمہارے اجداد نے موسیٰؑ کو جواب دیا، سَمِعۡنَا وَ عَصَيۡنَا۔ اس ٹکڑے کے معنی میں مفسرین میں اختلاف۔ بہری نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں: اے موسیٰ ہم نے آپ کی باتیں سنیں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کی، اور مقاتل نے یہ: اے موسیٰ ہم نے آپ کی باتیں سنیں کہ آپ نے ہم کو پہاڑ کے ذکر خدا سے ڈرایا، ہم آپ کی باتوں کے نافرمان ہو گئے آپ جو کچھ ہمارے پاس لائے ہیں ہم اس کو قبول نہیں کرتے، اور خواجہ بوسہل انماری کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں: اب ہم آپ کی باتوں کے تابع فرمان ہیں اس سے پہلے ہم آپ کے نافرمان تھے اگر پہاڑ کا سبب (درمیان میں) نہ ہوتا تو ہم آپ کے مطیع نہ ہوتے اور تمھارے دلوں کے اندر بچھڑے کی پرستش کی محبت بیٹھ گئی۔ قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔

اس ٹکڑے کے معنی مقاتل کے نزدیک یہ ہیں کہ: اگر بچھڑے کی پرستش کی محبت اور اپنے

خالق کی محبت تمھارے دلوں میں برابر ہے تو وہ ایسا بد ایمان ہے کہ وہ بندہ کو کفر کی تلقین کرتا ہے یعنی اگر تم لوگ مومن ہوتے تو بچھڑے کی پرستش نہ کرتے]

آیت ۹۴: " قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

این آیت جوابِ آن آیت است کہ جهودان گفتند: ما دوستان خدای ایم و ما پیغامبر زادگانیم، و بهشت خالص مارا باشد فی مومنان، خدای گفت عزوجل: بگوی یا محمد مر ایشان را اگر شمارا بود آن سرای فازپسین ای بهشت جاویدانه فی مومنان فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. مرگ را آرزو کنید تا به دوست و سرای دوست برسید، و بگویید کہ: یارب مان بمران، اگر شما اندرین دعوی کہ بکردید راست گویید"

[یہ آیت یہودیوں کی اس بات کے جواب میں ہے کہ ہم خدا کے پیارے اور پیغمبر زادگان ہیں اور جنت صرف ہمارے لئے خاص ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے۔اس کے جواب میں خدا کا ارشاد ہوتا ہے۔ اے محمدؐ آپ اِن لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر اُس دنیا کا گھر یعنی ہمیشہ رہنے والی جنت مومنوں (مسلمانوں) کے لئے نہیں بلکہ ان کے لئے ہے (تو) وہ موت کی آرزو کریں تاکہ وہ اپنے دوست (خدا) کے پاس اور دوست کے گھر میں پہونچ جائیں (اے محمدؐ) آپ ان سے کہیے کہ اگر تم لوگ جو دعویٰ کرتے ہو اس میں صادق ہو تو دُعا کرو اے خدا ہم کو موت دے]

آیت ۹۵: " وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ۔ پس خدای عزوجل پیغامبر را گفت: و ہرگز ایشان مرگ آرزو نکنند، و نہ این دعا کنند کہ یارب مان بمران؛ از بیم آن گناہانی کہ پیش از خویشتن فرستادستند بدان جہان، دانند کہ عقوبت کند خدای شان بدان، پیغامبر علیہ السلام بخواندشان و بگفت: بگویید یارب مان بمران۔ نیارستند گفتن، و عفو خواستند از پیغامبر علیہ السلام۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ خدای داناست بہ بیدادگران از جہودان و بہ عقوبت ایشان ۲۷"

[اس کے بعد خدا نے پیغمبرؐ سے کہا، یہ لوگ ہرگز موت کی آرزو نہ کریں گے نہ یہ دعا کریں گے کہ اے خدا ہم کو موت دے اپنے ان گناہوں کے خوف سے جن کو انہوں نے اپنے آپ

سے پہلے اُس دنیا میں بھیج رکھا ہے (اس لئے کہ) یہ لوگ جانتے ہیں کہ خدا اُن پر اِن گناہوں کی وجہ سے عذاب نازل کرے گا۔ پیغمبرؐ نے ان لوگوں کو بلایا اور کہا تم لوگ دُعا کرو، اے خدا ہم کو موت دے، وہ یہ نہ کہہ سکے اور پیغمبرؐ سے عذر خواہی کی۔ خدا قوم یہود کے ظالموں کو جاننے والا ہے اور ان کے انجام سے بھی (واقف ہے))]

آیت ۹۶: "وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ و ہر آئنہ تہ کہ محمدؐ، حریص تر مردمان یابی مر جہودان را فرزندگانیٔ این جہان، و نیز حریص تر از مغان، بہ قول کلبی۔

و مقاتل گفت: و حریص تر از کافران مکہ اند جہودان، پس یاد کرد حریصی مغان کہ بی جایگاہ است، تا بدانند مردمان حریصی جہودان فرزندگانیٔ این جہان بیش از آن مغان است۔ گفت: يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ۔ آرزو کند یکی از مغان کش زندگانی دھند اندرین جہان ہزار سال۔

مفسران گفتند: این تحیت مغان بودی اندر میان ایشان: ہزار سال نبری وہزار سال نو، وز بخور او مہرگان، تا ناژ سبز و زاغ سیاہ و فلک اندر گشتن، و شب بہ بیرون شدن و روز بہ اندر آمدن، تنت درست باد و دولت شاد باد۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۔ و درازی عمر نرہاند مر او را جہودرا از دوزخ، اگر شان بزیانند ہزار سال۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔ و خدای عزوجل داناست بہ کفر مغان و جہودان و بہ مکافات ایشان۔

پس اگر کسی سوال کند و گوید: از بھر چہ علت را جہودان حریص تر آمدند فرزندگانی از مغان؟ گوییم مراورا از ایراک مغان فرزندگانی این جہان حریصی کنند از بھر کامی کہ بیابند اندرین جہان، و ایشان خود منکر باشند مر عقاب را و ثواب را اندران جہان و جہودان مقر باشند بہ ثواب و عقاب آن جہان، و بنہان کردند نعت پیغامبر را علیہ السلام از توریت، و بدو نگرویدند از بہر دوستی ریاست را۔ دانستند چو بمرند، عذاب باشد شان اندران جہان، از بیم عذاب را دوست داشتند زندگانی این جہان، ایشان حریص تر آمدند از مغان فرزندگانیٔ این

جہان[۱۲]"

(اے محمدؐ آپ بہر حال یہودیوں کو اس دنیا (کی زندگی) کا دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حریص پائیں گے اور بقول کلبی مغوں[۱۳] سے بھی زیادہ حریص دیکھیں گے، مقاتل نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں: یہود مکہ کے کافروں سے بھی زیادہ حریص ہیں پھر انہوں نے ایک حریص مغ کا ذکر کیا جو اس سیاق و سباق کے علاوہ ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہود اس دنیاوی زندگی کے 'اس مُغ سے زیادہ حریص ہیں۔ (مقاتل نے) مزید کہا' ایک مغ اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ اس کو اس دنیا میں (اللہ) ایک ہزار سال کی زندگی دے۔ مفسرین نے اس ٹکڑے کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مغوں میں یہ رسم تھی کہ جب وہ ایک دوسرے کو خوش آمدید کہتے تو کہا کرتے، تم ایک ہزار سال تک زندہ رہو، ایک ہزار برس تک نوروز[۱۴] اور مہرگان[۱۵] کی تقریبات سے لطف اندوز ہو، اس وقت تک جب تک صنوبر کا درخت سبز، کوا سیاہ اور آسمان گردش کرتا رہے، رات ختم ہوتی رہے اور دن نکلتا رہے، خدا تم کو تندرست اور خوشحال رکھے۔

اور اگر وہ لوگ ایک ہزار سال بھی زندہ رہیں (تب بھی) درازئ عمر مغوں اور یہودیوں کو عذاب دوزخ سے نجات نہیں دلا سکتی۔ خدا یہود اور مغوں کے کفر اور جو سزائیں ان کو ملنے والی ہیں ان سے واقف ہے۔

اب اگر کوئی شخص سوال کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہود مغوں کے مقابلے میں زندگی کے حریص تر کیوں ہوئے اور اس کا کیا سبب تھا تو ہم اس شخص سے کہیں گے کہ مغان اس دنیا کے زیادہ حریص ہیں اور ہر مقصد کو اسی دنیا میں حاصل کر لینا چاہتے ہیں اور خود اُس دنیا کے عذاب و ثواب کے منکر ہیں (اس کے برعکس) یہود اُس دنیا کے عذاب و ثواب پر ایمان رکھتے ہیں، توریت میں پیغمبرؐ کے جو اوصاف مندرج تھے ان کو انہوں نے (دیدہ و دانستہ) چھپا دیا اور صرف سرداری کی چاہت میں آپ پر ایمان نہ لائے (اس وجہ سے وہ اس بات سے واقف تھے کہ) جب وہ مریں گے تو اس دنیا میں ان پر عذاب ہوگا۔ اسی خوفِ عذاب کی وجہ سے وہ اس دنیا کی زندگی کو زیادہ عزیز رکھتے (یہی سبب ہے کہ) وہ دنیاوی زندگی کے سلسلے میں مغوں کے مقابلے

گئے ہیں تاکہ اس تفسیر کا عمومی انداز نگارش قارئین کے سامنے آجائے ۔اب ہم آخر میں سورۂ بقرہ کی آیات ۲۵۹ اور ۲۶۰ کا ترجمہ اور تفسیر نقل کرتے ہیں۔ ان آیات کا بطور خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک احکام و شرایع کی کتاب مقدس ہونے کے ساتھ ساتھ احسن القصص بھی ہے ۔جیسا کہ معلوم ہے بیشتر مقامات پر قرآن پاک کے بیانات مجمل ہیں ہمارے مفسرین نے جہاں جہاں بھی اجمال کو اطناب میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے وہاں وہاں بہت سی ایسی باتیں تحریر کر گئے ہیں جن کا قرآن پاک کے متن سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے مثلاً سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۹ میں زیر بحث مفسر نے حضرت عزیر کا حوالہ دیا ہے حالانکہ اس آیت میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ افسوس ہے کہ اس آیت کے ابتدائی حصے کی تفسیر موجودہ مخطوطہ سے غائب ہو چکی ہے اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس مفسر نے کن کن مفسرین کے قول کے مطابق اس آیت کا اطلاق حضرت عزیر کے واقعہ سے کیا ہے اور ان کا نام سب سے پہلے کس مفسر کے ذریعے اس آیت سے منسلک ہوا ہے ۔صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقاتل نے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے مگر انہوں نے صراحتاً حضرت عزیر کا نام ذکر کیا ہے یا نہیں اس بات کو قطعیت سے نہیں کہا جا سکتا ۔اسی طرح آیت ۲۶۰ میں بھی حضرت ابراہیمؑ کا نام لے کر قرآن نے ایک مجمل واقعہ لکھا ہے لیکن حضرت مجاہدؒ اور حضرت حسن بصریؒ کا حوالہ دیتے ہوئے مفسر نے جس طرح اس اجمالی واقعہ کو مفصل واقعہ میں تبدیل کیا ہے وہ قرآن کے متن سے میل نہیں کھاتا ۔صرف ان ہی دو مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چوتھی صدی ہجری بلکہ اس سے پہلے ہی سے ہماری تفسیروں میں بہت سے ایسی باتیں داخل ہونے لگی تھیں جن پر آنکھ بند کر کے یقین کر لینا ہمارے لئے دشوار ہی نہیں ناممکن ہے ۔

آیت ۲۵۹: "اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ
هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۔گفت:
یا عزیر، چند درنگ بود اندرین مکان ۔جواب کرد عزیر قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا ۔گفت : درنگ کردم
خفتہ بودم یک روز ۔پس بہ آفتاب نگریست ،ہنوز فرو نشدہ بود ، بہ شک شد گفت :
اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ یا بہری از روز ۔ندا آمد مر ورا ، قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ۔
بلکہ مردہ بودی صد سال درین مکان ۔ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ

فرا ایشان وگفت: یا دشمنان خدای، شما جبریل را و میکاییل را بشناسید و محمدؐ را منکر شوید؟
فرخاست از بن ایشان، و سوی پیغامبر آمد علیہ السلام۔ این آیت بیاورد جبریل فر پیغامبر
علیہما السلام۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ۔ بگوی مر جہودان را، ہر آن کسہایی کا ایشان
دشمن داران اند جبریل را علیہ السلام۔ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ۔ کہ جبریل آورد قرآن
از خدای آسمان، و بخواند فرتہ، تا یا دگرفتی اندر دل بہ رغم جہودان۔ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ بہ فرمان
خدای عزوجل آورد۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ موافق مران کتابہای را کہ فرود
آمدہ بود فر موسیٰؑ و عیسیٰؑ بیش از قرآن، وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ و رہ نمای است
قرآن و مژدہ دہندہ مر مومنان را بہ وعدہ ی خدای عزوجل۔[۱]

[قتادہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا سبب نزول یہ تھا کہ یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
سوال کیا تھا کہ کون سا فرشتہ محمد علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آتا ہے؟ عمرؓ نے جواب
دیا جبریلؑ وحی لاتے ہیں۔ یہود نے عمرؓ کو جواب دیا کہ وہ (جبریل) ہمارا دشمن ہے، وہی
ہم پر قحط اور بلا نازل کرتا ہے، اگر اس کے بدلے میکاییل محمد علیہ السلام کے پاس وحی لاتے
تو ہم ان (محمدؐ) پر ایمان لے آتے۔ (کیونکہ) میکاییل ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس
وحی لاتے تھے اور وہ فرشتۂ رحمت ہیں۔ حضرت عمرؓ ان (یہود) پر غصہ ہوئے اور انہوں نے
کہا، اے خدا کے دشمنو، تم جبریل اور میکاییل کو تو پہچانتے ہو مگر محمدؐ کا انکار کرتے ہو؟
پھر عمرؓ ان لوگوں کے پاس سے اٹھ کر پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئے (اسی وقت جبریلؑ
پیغمبر علیہ السلام کے پاس یہ آیت لے کر آئے (اے محمدؐ آپ) ان یہودیوں سے کہہ دیجئے، کہ
تم میں سے جو بھی جبریل کے دشمن ہیں (وہ جان لیں کہ) اُن کے علم الرغم جبریل خدا کے
حکم کے مطابق آسمان سے قرآن لائے انہوں نے اس کو آپؐ کے سامنے پڑھا یہاں تک
کہ وہ آپؐ کے دل میں بیٹھ گیا۔ جو کتابیں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ پر نزول قرآن سے پہلے نازل
ہوئی تھیں، یہ کتاب (قرآن) انہی کی تصدیق کرتی ہے۔ قرآن مومنوں کے لئے رہنما اور
خدا کے وعدوں کی بشارت دینے والا ہے]

درج بالا صفحات میں "بخشی از تفسیر کہن" سے دس اقتباسات صرف اس لئے پیش کئے

گئے ہیں تاکہ اس تفسیر کا عمومی انداز نگارش قارئین کے سامنے آجائے۔ اب ہم آخر میں سورۂ بقرہ کی آیات ۲۵۹ اور ۲۶۰ کا ترجمہ اور تفسیر نقل کرتے ہیں۔ اِن آیات کا بطور خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک احکام و شرائع کی کتاب مقدس ہونے کے ساتھ ساتھ احسن القصص بھی ہے۔ جیساکہ معلوم ہے بیشتر مقامات پر قرآن پاک کے بیانات مجمل ہیں ہمارے مفسرین نے جہاں جہاں بھی اجمال کو اطناب میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے وہاں وہاں بہت سی ایسی باتیں تحریر کر گئے ہیں جن کا قرآن پاک کے متن سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے مثلاً سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۹ میں زیر بحث مفسر نے حضرت عزیر کا حوالہ دیا ہے حالانکہ اس آیت میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس آیت کے ابتدائی حصے کی تفسیر موجودہ مخطوطہ سے غائب ہو چکی ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اِس مفسر نے کن کن مفسرین کے قول کے مطابق اِس آیت کا اطلاق حضرت عزیر کے واقعہ سے کیا ہے اور ان کا نام سب سے پہلے کس مفسر کے ذریعے اس آیت سے منسلک ہوا ہے۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقاتل نے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے مگر انہوں نے صراحتاً حضرت عزیر کا نام ذکر کیا ہے یا نہیں اس بات کو قطعیت سے نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح آیت ۲۶۰ میں بھی حضرت ابراہیمؑ کا نام لے کر قرآن نے ایک مجمل واقعہ لکھا ہے لیکن حضرت مجاہدؒ اور حضرت حسن بصریؒ کا حوالہ دیتے ہوئے مفسر نے جس طرح اس اجمالی واقعہ کو مفصل واقعہ میں تبدیل کیا ہے وہ قرآن کے متن سے میل نہیں کھاتا۔ صرف ان ہی دو مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چوتھی صدی ہجری بلکہ اس سے پہلے ہی سے ہماری تفسیروں میں بہت سے ایسی باتیں داخل ہونے لگی تھیں جن پر آنکھ بند کر کے یقین کر لینا ہمارے لئے دشوار ہی نہیں ناممکن ہے۔

آیت ۲۵۹: "اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ وَّهِیَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی يُحْيِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ. گفت: یا عزیر، چند درنگ بود اندرین مکان. جواب کرد عزیر قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا. گفت: درنگ کردم خفتہ بودم یک روز. پس بہ آفتاب نگریست، ہنوز فرو نشدہ بود، بہ شک شد گفت: اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ یا بہری از روز۔ ندا آمد مرد را، قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ۔ بلکہ مردہ بودی صد سال درین مکان۔ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ

بنگر یاعزیر اندرین انجیر تو و میوہ تو و شراب تو مزہ نگر دانیدست از پس صد سال. وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ. و بنگر اندرین استخوانہای خرت. ہمی تابد. وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ. زندہ کردیم مر ترا تا نشانی نمائیم مر بنی اسرائیل را اندرتہ. و آن آن بود کہ چو زندہ شد عزیر، سر و ریشش سیاہ بود و ریش فرزندان فرزندان او سپید بود. وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا. و بنگر استخوانہای خر تو کہ چگونہ شان بہ یک جای فراز آریم و زندہ کنیم ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا پس بہ گوشت مر آن استخوانہا را بپوشیم۔

مقاتل گوید: خدای عزوجل بادی بفرستاد تا آن استخوانہا را گرد کرد و بہ یک جای فراز آورد تا آخری گشت از استخوان. فرو گوشت نی. پس خدای عزوجل گوشت فرو آورد پس خدای عزوجل فرشتہ ای را بفرستاد تا بدمید اندر بینی چپ خر عزیر. و عزیر ہمی نگریست جو بہ بانگ افتاد. فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ. چون معاینہ شد مر ورا. قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. گفت: بدان یاعزیر کہ خدای عزوجل فرہمہ چیزی قادر است [۱۹]۔"

(فرمایا، اے عزیر، اس مکان میں تمہارا کتنا توقف تھا؟ عزیر نے جواب دیا، میں نے ایک دن توقف کیا اور سویا رہا، پھر انہوں نے سورج کی طرف دیکھا جو ابھی غروب نہیں ہوا تھا اس وجہ سے ان کو کچھ شک ہوا اور انہوں نے کہا، شاید ایک دن سے بھی کم (مدت) میں نے اس مکان میں توقف کیا ہے) (اس کے بعد) انہوں نے یہ ندائے غیبی سنی، تم اس مکان میں سو برس تک مردہ پڑے رہے۔ اے عزیر، اپنی انجیر، میووں اور پینے کی چیزوں کو دیکھو سو برس میں بھی ان کا مزہ نہیں بگڑا ہے اور اپنے گدھے کی ہڈیوں کو بھی دیکھو جو اب تک چمک رہی ہیں۔ ہم نے تم کو اس لئے زندہ کیا ہے کہ تمہارے (زندہ کرنے کے) ذریعے ہم بنی اسرائیل کو اپنی نشانی دکھائیں، اور وہ نشانی یہ تھی کہ جب عزیر زندہ ہوئے تو ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے اور ان کے پوتوں کے بال سفید۔ (خدا نے فرمایا) اور اپنے گدھے کی ہڈیوں پر نظر کرو اور دیکھو کہ ہم اس کو کس طرح اٹھاتے اور زندہ کرتے ہیں، پھر اس کی ہڈیوں پر کس طرح گوشت چڑھاتے ہیں۔

مقاتل (اس ٹکڑے کی تفسیر میں) کہتے ہیں: خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے تمام ہڈیوں کو یکجا

کیا اور پھر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بن گیا جس پر گوشت نہیں تھا، پھر خدا نے اس پر گوشت پیدا کیا۔ بعد ازاں خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے عزیر کے گدھے کے بائیں نتھنے میں ہوا پھونکی جس کو عزیر دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بولنے لگا۔ جب عزیر نے اس بات کا مشاہدہ کر لیا تو خدا نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا، اے عزیر جان لو کہ خدا ہر بات پر قادر ہے]

آیت ۲۶۰: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ۔ و چو ابراہیم گفت علیہ السلام: ای بار خدای من، بنمای مرا کہ مردگان را چگونہ زندہ کنی۔ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن؟
سعید بن جبیر گفت: بہ یقین نیستی یا ابراہیم، بدان کہ من مردہ را زندہ کنم۔ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔ گفت ابراہیم: بلی ای بار خدای من، من فی گمانم بدان خرتا دلم بیارامد چو بہ چشم خویش ببینم۔

و مجاہد گفت: و قتادہ: تا یقین فریقین بغزایم۔ ابن عباس گفت و سعید بن جبیر: تا دلم بیارامد کہ مرا خلیل خویش گرفتستی و دعای مرا اجابت کردی۔

حسن بصری گفت: ابراہیم علیہ السلم بگذشت فر کنارہ ی دریایی۔ مرداری دید فر لب دریا۔ چو دریا موج زدی، ماہیان دریا ازو شکم پُر کردندی، فاز فاز دریا شدندی؛ و چو دریا فاز گشتی، مرغان بیابان و سباع بیابان، بیامدندی و شکم پُر کردندی و فاز بیابان شدندی۔ و مرغان ہوا فرود آمدندی و زاغ ازھا ازوی پُر کردندی و بہ ہوا باز شدندی۔ عجب آمد ابراہیم را از آن حال۔ آن ہنگام سوال کرد از خدای عزوجل۔ خدای بدو وحی کرد۔ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ گفت چہار مرغ را بگیر یا ابراہیم۔

مجاہد گفت: خروسی و بطی و طاووسی و زاغی۔ و حسن بصری گفت: ابراہیم مرغابیی بگرفت سبز و زاغی سیاہ و کبوتری سپید و مرغی سرخ۔ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ۔ فراز خویش آر مرغان را۔ ابوبکر ہذلی گفت: سرھا شان را ببرید و خونہا شان بہ یک جای بیامیخت و گوشتہاشان و پرھاشان؛ پس چہار بہر کردشان ند فر سر چہار کوہ بنہادشان ند ابراہیم میان کوھہا بیستاد، پس وحی کرد خدای بدیشان: ای استخوانہای شکستہ و گوشتہای پارہ شدہ و

رگهای بریده، فاز گردید بدانکه خدای جانهاتان فاز کالبدهاتان فاز فرستد۔ استخوان فاز استخوان ہمی آمد، او گوشت فاز گوشت، او خون فاز خون، و پَر فاز پَر، تا خدای عزوجل کالبدها بیافرید، و سرهاشان بدست ابراهیم بود علیہ السلام۔ مرغان فی سرہمی آمدند و سرها شان به کالبدهاشان ہمی بپوست۔ خدای وحی کرد به ابراهیم: من این زمین را بیافریدم و خانه ی کعبه را اندر میان زمین بنهادم، و مر زمین را چهار بغوله بیافریدم ہر رگی از وی سوی بغوله ای از بغوله های زمین۔ و چهار باد بفرستادم از آسمان: باد شمال و جنوب، و دبور و صبا۔ چو روز رستخیز بباشد، کالبدهای کشتگان و مردگان از چهار کناره ی جهان گرد آیند به چهار کناره ی خانه، چنانکه گرد آمدند این چهار مرغ پراگنده از چهار کناره ی کوه۔ این آن است که خدای عزوجل گفت ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا۔ پس بنه فرکوهی ازین چهار کوه ازین چهار مرغ بهری ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ پس بخوان شان تا بیایند زی تو پویان۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ و بدان یا ابراهیم که خدای عزوجل قوی است اندر پادشایی خویش، و توانا است فرچه خواهد از حکم خویش۔ و عقوبت کننده است مران کسها را که مر ورا استوار ندارند به یگانگی او، و حکیم است، حکم کرد زنده کردن خلق سپس مرگی واللہ اعلم"[20]

(اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے خدا! مجھکو دکھلا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ۔

سعید بن جبیر نے اس ٹکڑے کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے، خدا نے فرمایا، اے ابراہیم کیا تم کو یقین نہیں ہے جان لے کہ میں مردہ کو زندہ کرتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا، اے میرے خداوند (مجھکو یقین ہے مگر) میں اُس (مردہ) گدھے کا تصور نہیں کر پاتا (جس کو تو نے زندہ کر دیا تھا) جب میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا میرا دل مطمئن ہو جائے گا۔

اور مجاہد و قتادہ نے (اس کے معنی میں یہ) کہا ہے: تاکہ میں اپنے یقین پر مزید یقین کا اضافہ کروں۔ ابن عباسؓ اور سعید بن جبیر نے (اس کے معنی میں یہ) کہا ہے: تاکہ میرے دل کو اس بات پر اطمینان ہو جائے کہ تو نے مجھکو اپنا دوست (خلیل) بنالیا ہے اور میری

دعا قبول کرلی ہے۔
حسن بصری کا قول ہے: حضرت ابراہیمؑ ایک دریا کے کنارے سے گذر رہے تھے، انہوں نے دریا کے کنارے ایک مردار کو دیکھا جب دریا میں موجیں اٹھتیں تو دریا کی مچھلیاں (آکر) اس سے اپنا پیٹ بھرتیں پھر دریا میں چلی جاتیں، جب دریا اتر جاتا تو جنگلی پرندے اور درندے آتے اپنا پیٹ بھرتے اور دوبارہ جنگل کو چلے جاتے، فضا میں اڑنے والے پرندے نیچے آتے اس سے اپنا شکم پُر کرتے اور فضا میں واپس چلے جاتے۔ اس منظر (کو دیکھ کر) ابراہیمؑ کو تعجب ہوا۔ اسی وقت انہوں نے خدا سے سوال کیا۔ خدا نے ان پر وحی نازل کی۔ اے ابراہیمؑ چار پرندوں کو لے لو۔ مجاہد نے کہا ہے: (یہ چار پرندے) مرغ، بطخ، مور، کوا تھے۔ حسن بصری کا قول ہے: ابراہیمؑ نے سبز مرغابی، سیاہ کوا، سفید کبوتر اور سرخ مرغ منتخب کیا۔ خدا نے فرمایا، پرندوں کو اپنے ساتھ اور پہاڑ پر لاؤ۔ ابوبکر ہذلی (نے اس ٹکڑے کے معنی میں) کہا ہے: (ابراہیمؑ نے) ان کے سروں کو کاٹا، اور ان کے خون گوشت اور پروں کو باہم دگر ملا دیا، پھر ان کے چار حصے کیے اور ایک ایک حصے کو الگ الگ چار پہاڑوں کی چوٹی پر ڈال دیا اور ابراہیم پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ پھر خدا نے ان پر وحی نازل کی کہ اے ٹوٹی ہوئی ہڈیو، اے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے گوشتو اور اے کٹی ہوئی رگو، اپنی اپنی جگہ واپس جاؤ کیوں کہ خدا تمھارے قالبوں کے لئے دوبارہ روح بھیج رہا ہے ہڈیاں ہڈیوں سے، گوشت، گوشت سے، خون، خون سے اور پر، پر سے ملنے لگے یہاں تک کہ خدا نے ان کے قالب (دوبارہ) پیدا کر دیئے، ان چڑیوں کے (کٹے ہوئے سر) ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں تھے، بے سر کے پرندے (حضرت ابراہیم تک آتے اور ان کے سر ان کے جسم سے جڑ جاتے۔ خدا نے ابراہیمؑ پر وحی نازل کی: میں نے اس زمین کو پیدا کیا اور خانۂ کعبہ کو زمین پر قایم کیا۔ میں نے زمین کے چار گوشے پیدا کیے اور زمین کے ہر حصے میں (ان پرندوں کی) ایک ایک رگ بھیج دی۔ میں نے آسمان سے چار ہوائیں بادِ جنوب، بادِ شمال دبور اور صبا بھیجیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو مقتولوں اور مردوں کے (اجسام) اسی طرح دنیا کے چاروں کونوں سے میدان حشر میں چاروں طرف جمع ہوں گے جس طرح چار

پہاڑوں پر بکھرائے گئے ان چار پرندوں کے جسم یکجا ہوئے ہیں۔ یہ (وحی) وہی ہے جس کو خدا نے فرمایا ہے: ان چاروں پہاڑوں پر چاروں پرندوں کے (باہم دگر ملے ہوئے) اجسام کے حصے ڈال دو۔ پھر بلاؤ ان کو تاکہ وہ دوڑتے ہوئے تمھاری طرف آئیں اور اے ابراہیم جان لو کہ خدا اپنی قدرت میں قوی ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اس پر قادر ہے اور ان لوگوں کو عذاب دینے والا ہے جو اس کی وحدانیت پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ حکمت والا ہے وہ خلق کو اس کی موت کے بعد زندہ ہو جانے کا حکم دیتا ہے واللہ اعلم)

تفسیر زیر بحث خواہ ترجمۂ تفسیر طبری سے پہلے معرض وجود میں آئی ہو خواہ بعد میں، اس کے جو نمونے ہم تک پہنچے ہیں وہ اس بات کی واضح و روشن علامت ہیں کہ ہمارا تفسیری سرمایہ، اسلام کی ابتدائی صدیوں ہی سے اسرائیلیات کے طلسم کا اسیر بننا شروع ہو گیا تھا جس کا ایک نمونہ اوپر کی سطروں میں پیش کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں پرندوں کو متشخص نہیں کیا گیا ہے مگر مفسر نے ان کو متشخص کر کے مرغ، کوا، مور اور بطخ بنا دیا ہے جو بلا شک و شبہ اسرائیلی روایات کی دین ہے۔ فارسی تفاسیر پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے اگر ایسے تمام اجزا کو الگ کر لیا جائے تو اندازہ ہو سکے گا کہ ہم کتنے عرصے سے اُن خرافات کو بھی دین کا جزو بنائے ہوئے ہیں جن کا ہمارے دین سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

حواشی

ا۔ جو اوراق غائب ہیں ان میں ان آیتوں کا ترجمہ اور تفسیر تھی۔ آیت ۲۳۲ کا ایک حصہ۔ آیت ۲۳۳ اور ۲۳۴ کا ایک حصہ۔ آیت ۲۵۷ کا ایک حصہ، مکمل ۲۵۸ ویں آیت اور ۲۵۹ ویں آیت کا ایک حصہ، آیت ۲۶۷ کا ایک حصہ اور آیت نمبر ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱ پوری پوری آیتیں۔

۲۔ مقدمۂ ترجمۂ تفسیر طبری کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اُس زمانے کے علما کو فارسی زبان میں کلام پاک کا ترجمہ کرنے سے اجتناب تھا۔ منصور بن نوح نے علما کی ایک مجلس سے اس سلسلے میں استفسار کیا اور جب ان حضرات نے فارسی ترجمے کو جائز قرار دیا تب ہی ترجمۂ تفسیر طبری کا کام شروع کیا گیا۔

۳ے بخشی از تفسیر کہن (مصحح محمد روشن) بنیاد فرہنگ ایران، تہران، ۱۳۵۱ھ ش ص ص ۷، ۸۔
۴ے یہاں پر صرف فارسی متن کا ترجمہ کیا جارہا ہے کلام پاک کی آیت کو دوبارہ نقل نہیں کیا گیا ہے۔
۵ے بخشی از تفسیر کہن ص ۸۔
۶ے حوالہ بالا ص ص ۸ - ۹ ۔
۷ے بخشی از تفسیر کہن ص ۹۔
۸ے ایضاً........ ص ص، ۹ - ۱۰۔
۹ے ایضاً........ ص ۱۰۔
۱۰ے ایضاً........ ص ص ۱۰ - ۱۱
۱۱ے بخشی از تفسیر کہن ص ۱۲
۱۲ے بخشی از تفسیر کہن ص ص ۱۲ - ۱۳۔
۱۳ے مُغ = زردشتی عالم، پروہت
۱۴ے ماہ فروردین کا پہلا دن، جس کو ایرانی ایک قومی تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔
۱۵ے ماہ مہر کا سولہواں دن، اس تاریخ سے مہر کی ۲۱ تاریخ تک پارسی جشن مناتے یہ جشن نوروز کے بعد کا سب سے بڑا ایرانی جشن تھا۔
۱۶ے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ کا فارسی ترجمہ (مترجم جناب اکبر داناسرشت) ص ۱۲۵۔
۱۷ے بخشی از تفسیر کہن ص ص ۱۳ - ۱۴
۱۸ے یہاں اصل مخطوطہ کے غالباً دو صفحات غائب ہیں۔ آیت ۲۵۷ کا ترجمہ اور تفسیر نامکمل ہے۔ آیت ۲۵۸ کے ترجمہ اور تفسیر والا صفحہ محفوظ نہیں ہے۔ آیت ۲۵۹ کا جتنا حصہ قوسین میں لکھا گیا ہے اس کا ترجمہ اور تفسیر والا صفحہ بھی ضایع ہوچکا ہے۔
۱۹ے بخشی از تفسیر کہن ص ص ۱۱۷ - ۱۱۸
۲۰ے بخشی از تفسیر کہن ص ص ۱۱۸ - ۱۲۰۔